عقیقہ کا بیان

وجہ تسمیہ:

عقیقہ کے وجہ تسمیہ میں علماء کے کئی اقوال ہیں:

① حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عقیقہ نومولود کی طرف سے ذبح کیے جانے والے جانور کا نام ہے اور اس کے اشتقاق میں اختلاف ہے۔

چنانچہ ابوعبید اور اصمعی کہتے ہیں:

«أَصْلُهَا الشَّعْرُ الَّذِي يَخْرُجُ عَلَى رَأْسِ الْمَوْلُوْدِ»

''عقیقہ دراصل مولود کے سر کے وہ بال ہیں، جو ولادت کے وقت اس کے سر پر اگے ہوتے ہیں۔''

زمخشری رحمہ اللہ وغیرہ کا بیان ہے کہ:

«وَ سُمِّيَتُ الشَّاةُ الَّتِي تُذْبَحُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ عَقِيْقَةً لِأَنَّهُ يُحْلَقُ عَنْهُ ذَلِكَ الشَّعْرُ عِنْدَ الذَّبْحِ»

''پیدائش کے بالوں کی موجودگی میں مولود کی طرف سے ذبح کی جانے والی بکری کو عقیقہ سے موسوم کیا جاتا ہے، کیونکہ ذبح کے وقت یہ بال مونڈھے جاتے ہیں۔''

خطابی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«اَلْعَقِيْقَةُ اسْمُ الشَّاةِ الْمَذْبُوْحَةِ عَنِ الْوَلَدِ، سُمِّيَت بِذَلِكَ لِأَنَّهَا تُعَقُّ

مَذَابِحُهَا أَیْ تُشَقُّ وَ تُقْطَعُ ﴾

”نومولود کی طرف سے ذبح کی ہوئی بکری کو عقیقہ کہا جاتا ہے، کیونکہ (نومولود کی ولادت پر) اس کی رگیں کاٹی جاتی ہیں۔“

[فتح الباری : ۷۲۶/۹]

④ شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

﴿ اَلْعَقِیْقَةُ الذَّبِیْحَةُ الَّتِی تُذْبَحُ لِلْمَوْلُوْدِ وَالْعَقُّ فِی الْأَصْلِ الشَّقُّ وَالْقَطْعُ، وَ سَبَبُ تَسْمِیَتِهَا بِذٰلِكَ أَنَّهُ یُشَقُّ حَلْقُهَا بِالذَّبْحِ وَ قَدْ یُطْلَقُ اسْمُ الْعَقِیْقَةِ عَلَی شَعْرِ الْمَوْلُوْدِ ﴾

”عقیقہ وہ ذبیحہ ہے، جو نومولود کی خاطر ذبح کیا جاتا ہے اصل میں عَقٌّ کا معنی پھاڑنا اور کاٹنا ہے اور عقیقہ کو عقیقہ کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ذبح کے وقت ذبیحہ کا حلق کاٹا جاتا ہے، نیز کبھی عقیقہ کا اطلاق نومولود کے بالوں پر بھی ہوتا ہے۔“

[نیل الأوطار : ۱٤۰/٥]

خلاصۃ التحقیق:

عقیقہ کی بحث میں قول فیصل یہ ہے کہ عقیقہ کا اطلاق نومولود کے بالوں اور اس کی طرف سے ذبح کیے جانے والے جانور، دونوں پر ہوتا ہے اور عقیقہ سے مقصود پیدائش کے ساتویں دن نومولود کے بال مونڈھنا اور اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا ہے۔

عقیقہ کے بجائے نسیکہ یا ذبیحہ کا لفظ استعمال کرنا افضل ہے:

نومولود کی طرف سے ذبح کیے جانے والے جانور کو نسیکہ یا ذبیحہ کہنا مستحب اور عقیقہ سے موسوم کرنا مکروہ فعل ہے۔ اس کی دلیل آئندہ روایت ہے، عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

﴿ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِیْقَةِ ؟ فَقَالَ : لَا یُحِبُّ

اللّٰهُ الْعُقُوقَ، كَأَنَّهُ كَرِهَ الِاسْمَ، وَقَالَ : مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ، عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ »

''نبی ﷺ سے عقیقہ کے بارے سوال ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: '' اللہ تعالیٰ (لفظ) عقوق (نافرمانی) کو ناپسند کرتا ہے، گویا آپ ﷺ نے (یہ نام) مکروہ خیال کیا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہے تو وہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرے، لڑکے کی طرف سے برابر دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔''

[سنن أبو داوٗد، كتاب الضحايا، باب في العقيقة : ٢٨٤٢۔ سنن نسائی، كتاب العقيقة، باب عن الغلام شاتان : ٤٢١٧۔ مسند أحمد : ١٨٢/٢۔ مستدرك حاكم : ٢٣٨/٤۔ سنن بيهقي : ٣٠٠/٩۔ إسناده حسن]

فقہ الحدیث:

① عقیقہ کے متعلق سوال پر آپ ﷺ کا فرمانا کہ اللہ تعالیٰ عقوق کو ناپسند کرتا ہے، میں اشارہ ہے کہ (نومولود کی جانب سے ذبح کیے جانے والے جانور) کا نام عقیقہ مکروہ ہے کیونکہ عقیقہ اور عقوق (مادہ) ایک ہے۔ اور اس جملے « فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ » میں توضیح ہے کہ لفظ عقیقہ کو نسیکہ سے تبدیل کر دیا جائے۔ (یعنی عقیقہ کو نسیکہ کہا جائے)۔

[نيل الأوطار : ١٤٣/٥۔ عون المعبود : ٤٦/٨]

② علامہ سندھی لکھتے ہیں، اس حدیث میں مسئلہ عقیقہ کی توہین اور سقوط وجوب مقصود نہیں، بلکہ اس سے تو یہ مراد ہے کہ آپ ﷺ نے عقیقہ نام ناپسند کیا ہے اور یہ پسند کیا کہ اس کا اس سے کوئی اچھا نام یعنی نسیکہ یا ذبیحہ ہو۔

[شرح النسائي للسندي : ٤٩٨/٥]

عقیقہ کا حکم:

عقیقہ واجب، سنت مؤکدہ یا مکروہ عمل ہے، اس بارے علماء کے مختلف مذاہب ہیں، ذیل میں ہم ان مذاہب ہر مذہب کے دلائل، پھر راجح مذہب کی نشاندہی کریں گے:

مذہب اول: حسن بصری، داؤد ظاہری اور ظاہریہ کا مذہب ہے کہ عقیقہ واجب ہے۔

[نیل الأوطار : ١٤٠/٥۔ المغنی مع الشرح الکبیر : ١٢١/١١]

اور وجوب عقیقہ کے قائلین کے دلائل حسب ذیل احادیث ہیں۔

① سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَ يُحْلَقُ وَ يُسَمَّى »

''ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے (عقیقہ) ذبح کیا جائے، اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔''

[صحیح بخاری، کتاب العقیقة، باب اماطة الأذی عن الصبی فی العقیقة : ٥٤٧٢۔ سنن أبو داؤد، کتاب الضحایا، باب فی العقیقة : ٢٨٣٨۔ جامع ترمذی، کتاب الأضاحی، باب من العقیقة : ١٥٢٢۔ سنن نسائی، کتاب العقیقة، باب متی یعق : ٤٢٣٥۔ سنن ابن ماجه، کتاب الذبائح، باب العقیقة : ٣١٦٥۔ مسند أحمد : ٧/٥، ١٢]

فقہ الحدیث:

خطابی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کے مفہوم کے بارے علماء کا اختلاف ہے، چنانچہ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس بچے کا عقیقہ نہ ہو اور وہ بچپن میں فوت ہو جائے تو وہ روزِ قیامت اپنے والدین کی شفاعت نہیں کرے گا اور دوسرے قول کے مطابق اس سے مقصود یہ ہے کہ عقیقہ بہر صورت لازم ہے۔ اور نومولود کے لیے عقیقہ ایسے لازم ہے، جیسے مرتھن (قرض کے عوض گروی رکھنے والا) کے ہاتھ میں گروی چیز لازم ہوتی ہے (یعنی جیسے گروی چیز حاصل کرنے کے لیے قرض خواہ کو قرض لوٹانا لازم

ہے، اسی طرح نومولود کے لیے عقیقہ لازم ہے) اور یہ قول ثانی عقیقہ کے وجوب کے قائلین کے موقف کو قوت دیتا ہے۔

[نيل الأوطار : ١٤١/٥ـ عون المعبود : ٤٢/٨]

② سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِ يقُوا عَنْهُ دَمًا، وَ أَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذٰى »

''ہر بچے کے ساتھ عقیقہ ہے، سو اس کی طرف سے خون بہاؤ (عقیقہ کرو) اور اس سے گندگی محو کرو (یعنی سر کے بال مونڈھ دو)۔''

[صحيح بخاري، كتاب العقيقة، باب اماطة الأذى عن الصبى فى العقيقة : ٥٤٧٢ـ سنن أبو داوٗد، كتاب الضحايا، باب فى العقيقة : ٢٨٣٩ـ جامع ترمذى، كتاب الأضاحى، باب الأذان فى أذن المولود : ١٥١٥ـ سنن ابن ماجه، كتاب الذبائح، باب العقيقة : ٣١٦٤ـ مسند أحمد : ٣١٤/٤ـ صحيح ابن خزيمه : ٢٠٦٧]

③ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں:

« أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَعُقَّ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ، وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً »

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کریں۔''

[جامع ترمذى، كتاب الأضاحى، باب ما جاء فى العقيقة : ١٥١٣ـ سنن ابن ماجه، كتاب الذبائح، باب العقيقة : ٣١٦٣ـ مسند أحمد : ٣١/٦ـ مسند أبو يعلى : ٤٦٤٨ـ إسناده حسن۔ عبداللہ بن عثمان خثیم صدوق اور باقی تمام راوی ثقہ ہیں]

فقہ الحدیث:

احادیث الباب دلیل ہیں کہ نومولود کی طرف سے عقیقہ واجب ہے، کیونکہ عقیقہ کرنے کا حکم وارد ہوا ہے، نیز ''رَهِينَةٌ'' (بچہ عقیقہ کے عوض گروی ہے) کے الفاظ نص ہیں کہ عقیقہ

واجب ہے اور اسے کسی بھی صورت استحباب پر محمول نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ جیسے گروی چیز کو قرض ادا کیے بغیر حاصل کرنا ناممکن ہے، اسی طرح نومولود کی پیدائش کے شکریہ کی ادائیگی کے لیے عقیقہ لازم و واجب ہے۔

مذہب ثانی: ① جمہور علماء کا موقف ہے کہ عقیقہ سنت ہے۔[نیل الأوطار : ۱۴۰/۵]

② ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَالْعَقِيْقَةُ سُنَّةٌ فِي قَوْلِ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ، وَ عَائِشَةَ وَ فُقَهَاءِ التَّابِعِيْنَ وَ أَئِمَّةِ أَهْلِ الْأَمْصَارِ »

”اکثر اہل علم مثلاً ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما، عائشہ رضی اللہ عنہا، فقہائے تابعین رحمہم اللہ اور ائمہ کا قول ہے کہ عقیقہ سنت ہے۔“

[المغني مع الشرح الكبير : ۱۲۰/۱۱]

③ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا بیان ہے:

« فَأَمَّا أَهْلُ الْحَدِيْثِ قَاطِبَةً، وَ فُقَهَاءُ هُمْ وَجَمْهُوْرُ أَهْلِ السُّنَّةِ فَقَالُوْا : هِيَ مِنْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »

”جمیع محدثین و فقہا اور جمہور اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ (عقیقہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔“

[تحفة الودود بأحكام المولود، ص : ۲۸]

دلیل:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

« سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ، فَقَالَ : لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْعُقُوْقَ، كَأَنَّهُ كَرِهَ الْإِسْمَ وَقَالَ : مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ »

”نبی ﷺ سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ عقوق کو ناپسند کرتا ہے، گویا آپ ﷺ نے یہ نام (عقیقہ) ناپسند کیا۔ پھر فرمایا: ”جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کی طرف سے نسیکہ (جانور ذبح) کرنا چاہے تو نسیکہ کرے۔“

[سنن أبو داؤد : ٢٨٤٤٢۔ سنن نسائی : ٤٢١٧۔ مسند أحمد : ١٨٢/٢۔ مستدرك حاكم : ٢٣٨/٤، إسناده حسن]

فقہ الحدیث:

① شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، حدیث میں: « مَنْ أَحَبَّ » کے الفاظ میں عقیقہ میں اختیار دینا وجوب کو ختم کرتا ہے اور اس کو استحباب پر محمول کرنے کے متقاضی ہے۔ [نيل الأوطار : ٤٤/٥]

② حافظ ابن عبدالبر کہتے ہیں، اس حدیث میں « مَنْ أَحَبَّ » کے الفاظ میں اشارہ ہے کہ عقیقہ کرنا واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔ [التمهيد لا بن عبد البر : ٣١١/٤]

③ امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَلَيْسَتِ الْعَقِيقَةُ بِوَاجِبَةٍ، وَلَكِنَّهَا يُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ بِهَا، وَهِيَ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ النَّاسُ عِنْدَنَا »

”عقیقہ واجب نہیں بلکہ مستحب عمل ہے اور ہمارے ہاں ہمیشہ سے لوگ اس پر عمل پیرا رہے ہیں۔“ [موطا مالك، كتاب العقيقة، باب العمل في العقيقة : ٢٩٥]

مذہب ثالث: ابوحنیفہ اور احناف کا مذہب ہے کہ عقیقہ نہ واجب ہے نہ سنت بلکہ جاہلیت کی ایک رسم ہے۔ [نيل الأوطار : ١٤١/٥۔ المغني مع الشرح الكبير : ١٢٠/١١]

دلیل:

احناف کی دلیل گزشتہ روایت کے یہ الفاظ: « لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْعُقُوقَ » (اللہ تعالیٰ

عقوق کو ناپسند کرتے ہیں) احادیث میں تحریف کرنے اور اپنے مذہب کو تقویت کے لیے احادیث کا مفہوم تبدیل کرنے میں احناف کا کوئی ثانی نہیں اور حدیث کے جزء سے معنی مراد لینے کی ایک مثال مذکورہ حدیث ہے، پھر حق تو یہ ہے کہ حدیث رسول کا علم ہونے پر اپنی ہٹ دھرمی چھوڑ دینی چاہیے۔

اور علماء و مجتہدین عامی لوگوں کو قول امام کے بجائے قول رسول ﷺ کی اتباع کی دعوت دیتے، لیکن یہاں تو آوے کا آوا بگڑا ہے، چنانچہ 'غلام رسول سعیدی بریلوی' کی دیدہ دلیری دیکھیے، وہ لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص تقلید محض کی پستی سے نہیں نکلا تو اس کو عقیقہ کرنے سے منع کرنا چاہیے، یا کم از کم یہ کہنا چاہیے کہ عقیقہ مباح ہے اور کار ثواب نہیں اور اس کو یہ نہیں چاہیے کہ امام اعظم کے قول کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال کر یہ کہے کہ امام اعظم کے نزدیک عقیقہ سنت ہے، لیکن سنت مؤکدہ یا سنت ثابتہ نہیں اور اگر وہ میدان تحقیق میں وارد ہے تو اس کو یہ کہنا چاہیے کہ عقیقہ سنت اور مستحب ہے، کیونکہ احادیث صحیح میں اس کا ثبوت ہے اور تمام امت نے ان احادیث کو قبول کیا ہے اور امام اعظم کو یہ احادیث نہیں پہنچیں، ورنہ وہ عقیقہ کو مکروہ نہ کہتے، کیونکہ اس زمانہ میں نشر و اشاعت کے ذرائع اور وسائل اتنے میسر نہیں تھے، جتنے اب ہیں، یہاں امام کے قول کے خلاف حدیث پر عمل کرنا تقلید کے خلاف نہیں۔[شرح صحیح مسلم، جلد : ٤٥/١]

اگر سعیدی صاحب عامیوں اور خواص کو نبوی طریقہ اختیار کرنے کی دعوت دیتے اور عامیوں کو تقلید شخص کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلنے کی راہ نکالتے اور قول امام کی بجائے قول رسول ﷺ کی اتباع کی دعوت دیتے، تو کتنا اچھا ہوتا، پھر المیہ یہ ہے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یہ قول ثابت ہی نہیں، ابوحنیفہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: " وَلَا يُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ وَلَا عَنِ الْجَارِيَةِ" "لڑکے اور لڑکی کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے۔"

[الجامع الصغير لمحمد بن حسن شيباني، ص : ٥٣٤، إسناده ضعيف]

اس قول کی سند میں محمد بن حسن شیبانی ضعیف راوی ہے، تفصیل کے لیے لسان المیزان اور الجرح والتعدیل کا مطالعہ کیجیے۔

راجح موقف:

عقیقہ واجب ہے، یہ موقف راجح اور اُقرب الی الصواب ہے، کیونکہ جس حدیث سے جمہور علماء نے عقیقہ کے استحباب کی دلیل لی ہے، اس روایت سے عقیقہ کے استحباب کی دلیل لینا درست نہیں، نیز اس روایت سے استدلال کرنے میں جمہور علماء اور احناف افراط وتفریط کا شکار ہوئے ہیں، کیونکہ سیاق حدیث نہ تو عقیقہ کے مکروہ ہونے پر دال ہے اور نہ اس سے عقیقہ کا وجوب ساقط ہوتا ہے، بلکہ اس حدیث میں لفظ عقیقہ کے استعمال کو مکروہ قرار دیا گیا اور اس لفظ کے نام کی تبدیلی پر زور دیا گیا ہے کہ اس کو نسیکہ یا ذبیحہ کہا جائے، کیونکہ لفظ عقوق اور عقیقہ کا مادہ ایک ہے، لہٰذا اس اشتباہ ومماثلت کا ازالہ مقصود ہے۔ عقیقہ کی کراہت و استحباب مقصود نہیں، چنانچہ علامہ سندھی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی توضیح یوں بیان کرتے ہیں، اس حدیث میں عقیقہ کی توہین اور اس کے وجوب کو ساقط کرنا مقصود نہیں، بلکہ آپ ﷺ نے محض اس (عقیقہ) نام کو ناپسند کیا ہے اور یہ پسند فرمایا کہ اس کا اس سے بہتر نام یعنی نسیکہ یا ذبیحہ وغیرہ ہو۔[شرح سنن نسائی للسندی : ٤٩٨/٥]

نیز اس مسئلہ کی مزید توضیح و بیان کے لیے محدث شہیر حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ کا فتویٰ قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جسے قارئین کی خدمت میں من وعن پیش کیا جاتا ہے۔

سوال عقیقہ واجب ہے یا سنت؟

جواب عقیقہ کے واجب وغیر واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تابعی اور ظاہریہ وجوب کے قائل ہیں اور جمہور کہتے ہیں، سنت ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''نہ فرض ہے، نہ سنت۔'' امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قربانی کے ساتھ منسوخ ہوگیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یہ بھی روایت ہے کہ یہ

جاہلیت کی رسم تھی، اسلام نے اسے مٹا دیا ہے، شاید امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو عقیقہ کی احادیث نہ پہنچی ہوں، یہ تمام اقوال امام شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الأوطار جلد ۴/ص ۳۶۔میں ذکر کیے ہیں، امام شوکانی رحمہ اللہ کا میلان جمہور کے مذہب کی طرف ہے، معلوم ہوتا ہے، جمہور کی دلیل جو حدیث پیش کی ہے، اس حدیث میں 'أَحَبَّ' (جو دوست رکھے) کا لفظ چاہتا ہے کہ عقیقہ ضروری نہ ہو۔ مگر دلیل کمزور ہے، کیونکہ دوسری احادیث سے ضروری ثابت ہوتا ہے، کیونکہ بعض روایتوں میں صیغہ امر آیا ہے۔

﴿ أَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا ﴾ ''اس سے خون بہاؤ'' جو وجوب کے لیے ہے اور بعض میں ''رَهِينَةٌ'' کا لفظ آیا ہے۔ جس کا معنی ہے کہ عقیقہ نہ ہو تو بچہ ماں باپ کی شفاعت نہیں کر سکتا، یا عقیقہ ایسا لازمی ہے جیسے کوئی شے گروی ہوتی ہے اور قرض کی ادائیگی کے بغیر چھوٹ نہیں سکتی اور بعض نے اس کے معنی کیے ہیں کہ وہ گروی کی طرح بند ہے۔

جب تک عقیقہ نہ کیا جائے، نہ نام رکھا جائے اور نہ بال اتارے جائیں اور بال اتارنے سے تو چارہ نہیں، پس عقیقہ بھی ضروری ہو گیا اور بعض روایتوں میں '' أَمَرَنَا'' کا لفظ آیا ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عقیقہ کا حکم دیا، اس سے بھی وجوب ثابت ہوتا ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نیل الأوطار جلد۴ میں کہتے ہیں، اگرچہ یہ الفاظ وجوب کے لیے ہیں، مگر ''مَنْ أَحَبَّ'' کا لفظ قرینہ صارفہ ہے، اس لفظ سے ثابت ہوتا ہے کہ الفاظ سے وجوب مراد نہیں، بلکہ امر استحبابی ہے، لیکن امام شوکانی رحمہ اللہ کا یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ امر کا صیغہ یا امر کا لفظ کبھی قرینہ کے ساتھ استحباب کے لیے آ جاتا ہے، لیکن '' مَنْ أَحَبَّ '' کے معنی استحباب کے لیے مشکل ہے، علاوہ اس کے ''رَهِينَةٌ'' کا لفظ استحباب کے لیے تسلی بخش دلیل نہیں، دیکھیے قرآن میں ہے ﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي ﴾ ''کہہ دے اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اس آیت میں وہی محبت کا لفظ ہے، مگر باوجود اس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ضروری ہے، ٹھیک اسی طرح حدیث مذکور کو سمجھ لینا چاہیے، اصل

بات یہ ہے جیسے شرط ہوتی ہے ویسے ہی جزا کا حکم ہوتا ہے، اللہ کی محبت چونکہ ضروری ہے اس لیے آپ ﷺ کی اتباع بھی ضروری ہے، اسی طرح عقیقہ چونکہ ضروری ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے، اس لیے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں (یعنی دونوں مسنہ) ہوں اور لڑکی کی طرف سے ایک ضروری ہے، یعنی کم نہ کرے، ہاں اگر حدیث یوں ہوتی کہ جو عقیقہ کرنا دوست رکھے تو وہ عقیقہ کرے تو پھر، یہ حدیث استحباب کی دلیل بن سکتی تھی، اب نہیں، علاوہ اس کے محبت کے لفظ سے خلوص مقصود ہے، پس اس صورت میں مطلب یہ ہوگا، جو اخلاص سے عقیقہ کرے وہ دو بکریاں ہم عمر لڑکے کی طرف سے کرے اور ایک لڑکی کی طرف سے اور ظاہر ہے کہ اخلاص ضروری ہے، پس عقیقہ خود ہی ضروری ہے۔

[فتاویٰ اهل حديث، ج ۲، ص : ۵۴۸، ۵۴۹]

کیا عقیقہ کے بجائے رقم صدقہ کرنا جائز ہے:

کچھ لوگ عقیقہ کرنے کے بجائے اتنی رقم صدقہ کر دیتے ہیں، لیکن احادیث عقیقہ کی لغوی تعریف کی رو سے عقیقہ کا جانور ذبح کرنا لازم ہے، رقم صدقہ کرنے سے عقیقہ نہیں ہوگا، چنانچہ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عقیقہ کی رقم صدقہ کرنے کے بجائے عقیقہ کرنا افضل ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے اس پر نص بیان کی ہے اور وہ کہتے ہیں، جب عقیقہ کرنے والے کے پاس عقیقہ کرنے کی گنجائش نہ ہو اور وہ قرض لے کر عقیقہ کرے تو مجھے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے احیائے سنت کے عوض بہتر نعم البدل دے گا، ابن منذر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کا قول مبنی بر حق ہے، کیونکہ سنت کا احیاء اور ان کی اتباع افضل ہے، نیز عقیقہ کے متعلق روایات میں جتنی تاکید آئی ہے، دیگر مسائل میں اتنی تاکید وارد نہیں ہوئی، پھر اس ذبیحہ کے بارے نبی ﷺ نے حکم بھی دیا ہے سو ولیمہ اور قربانی کی طرح عقیقہ ذبح کرنے کا اہتمام اولی و افضل ہے۔

[المغنى مع الشرح الكبير : ۱۱/۱۲۱]

عقیقہ میں جانور کے عوض گوشت دینا:

عقیقہ میں جانور ذبح کرنے کے بجائے اتنی مقدار میں گوشت تقسیم کرنے سے عقیقہ کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی، کیونکہ عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرنے کا حکم ہے، گوشت تقسیم کرنے سے حکم کی تعمیل نہیں ہوتی، جس سے عقیقہ کا فرض ادا نہیں ہوتا۔

عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

(سوال) عقیقہ کے لیے جانور ذبح کرنا ضروری ہے، یا اس کے عوض گوشت بھی کافی ہے؟

(جواب) حدیث میں لڑکے کی طرف سے دو جانور اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور کا ذکر ہے، اس لیے گوشت کفایت نہیں کرسکتا، کیونکہ گوشت جانور نہیں۔

[فتاویٰ اہل حدیث : ۲/ ۵۴۹]

عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرنا مشروع ہے:

عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کیا جائے گا، دلائل حسب ذیل ہیں۔

① سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

« أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ »

''بلا شبہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں (صحابہ کرام) کو لڑکے کی طرف سے دو ہم مثل بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (ذبح کرنے) کا حکم دیا۔''

[جامع ترمذی : ۱۵۱۳۔ سنن ابن ماجه : ۳۱۶۳۔ مسند أحمد : ۳۱/۶، إسناده

حسن]

④ ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ »

”لڑکے کی طرف سے دو ہم مثل بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ذبح کی جائے۔“

[جامع ترمذی، كتاب الأضاحی، باب الأذان فی أذن المولود : ١٥١٦۔ سنن ابن ماجه، كتاب الذبائح، باب العقيقة : ٣١٦٢۔ إسناده صحيح]

فقہ الحدیث:

یہ احادیث دلیل ہیں کہ لڑکے کی طرف سے دو جانور اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور عقیقہ کیا جائے گا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، یہ احادیث جمہور علماء کے موقف کی دلیل ہیں کہ لڑکے اور لڑکی کے عقیقہ میں فرق ہے۔

[فتح الباری : ٧٣٣/٩]

شافعی، احمد، ابوثور، ابوداؤد اور امام ظاہری بھی اسی موقف کے قائل ہیں۔

[نيل الأوطار : ١٤٢/٥]

کیا لڑکے کی طرف سے ایک جانور کا عقیقہ جائز ہے:

آئندہ روایت سے استدلال کیا جاتا ہے کہ لڑکے کی طرف سے ایک جانور کا عقیقہ بھی جائز ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

« أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا »

”بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھا

عقیقہ کیا۔“

[سنن أبو داؤد، كتاب الضحايا، باب في العقيقة : ٢٨٤١۔ طبراني كبير : ١١٨٣٨۔ سنن بيهقي : ٢٩٩/٢۔ إسناده صحيح]

حدیث باعتبار سند صحیح ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی روایت میں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو دو مینڈھے ذبح کرنے کا بیان ہے۔

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

« عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ »

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عقیقہ میں) حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو دو مینڈھے ذبح کیے۔“

[سنن نسائي، كتاب العقيقة، باب كم يعق عن الجارية : ٤٢٢٤۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل : ٣٧٩/٤۔ میں اس روایت کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ گزشتہ حدیث جس میں حسن و حسین کی طرف سے ایک ایک مینڈھا ذبح کرنے کا بیان ہے وہ نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں اس حدیث میں یہ دلیل نہیں کہ لڑکے کی طرف سے عقیقہ ایک مینڈھا ذبح کرنا مشروع ہے، کیونکہ ابو الشیخ نے ایک دوسری سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، جس میں (دو دو مینڈھے ذبح کرنے) کا بیان ہے۔ نیز عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ کے طریق سے بھی یہی الفاظ منقول ہیں، پھر بالفرض ابو داؤد میں مروی روایت کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس میں لڑکے کی طرف سے عقیقہ میں دو جانور ذبح کرنے کی منصوص روایات کا رد نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا کہ لڑکے کی طرف سے ایک جانور ذبح کرنا بھی جائز ہے۔

[فتح الباري : ٧٣٣/٩]

قاضی شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، جس روایت میں حسن و حسین کے عقیقہ میں ایک

ایک مینڈھا ذبح کرنے کا بیان ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جن احادیث میں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ذبح کرنے کا بیان ہے، وہ زائد الفاظ پر مشتمل ہے، لہٰذا زائد الفاظ پر مشتمل روایت قبول کے اعتبار سے راجح ہیں، پھر قول فعل سے راجح ہے۔ (اس اعتبار سے لڑکے کی طرف سے دو جانور ذبح کرنا ہی قرین صواب ہے)۔

[نیل الأوطار : ١٤٢/٥]

عقیقہ میں بھیڑ اور بکری ہی کو ذبح کرنا مشروع ہے:

عقیقہ میں بھیڑ اور بکری ہی کفایت کرتی ہیں، ان کے علاوہ اونٹ گائے وغیرہ کا عقیقہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں، دلائل حسب ذیل ہیں:

① ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَ عَنِ الْجَارِيَةِ وَاحِدَةٌ، لَا يَضُرُّ كُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَوْ إِنَاثًا »

"(عقیقہ میں) لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے، بکریوں کا مذکر یا مؤنث ہونا تمھارے لیے نقصان دہ نہیں۔"

[جامع ترمذی : ١٥١٦۔ سنن ابن ماجه : ٣١٦، إسناده صحيح]

② ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ:

عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ بِكَبْشَيْنِ »

"رسول اللہ ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو دو مینڈھے ذبح کیے۔"

[سنن نسائي : ٤٢٢٤۔ إسناده صحيح]

فقہ الحدیث:

احادیث الباب دلیل ہیں کہ دو جنسوں بھیڑ اور بکری ہی کا عقیقہ مسنون و مشروع ہے،

عقیقہ میں گائے اور اونٹ کفایت نہیں کرتے، نیز قول عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس مفہوم کی تائید کرتا ہے، عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا: اے ام المومنین!

« عَقِّي عَنْهُ جَزُوْرًا، فَقَالَتْ : مَعَاذَ اللّٰهِ ! وَلٰكِنْ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ »

''اس کی طرف سے ایک اونٹ عقیقہ کریں، اس پر انھوں نے کہا: معاذ اللہ! بلکہ (ہم وہ ذبح کریں گے) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (لڑکے کی طرف سے) دو ایک جیسی دو بکریاں۔''

[سنن بیهقی : ۳۰۱/۹۔ إسناده حسن۔ عبد الجبار بن ورد صدوق راوی هے]

گائے اور اونٹ کا عقیقہ کرنا:

عقیقہ میں گائے اور اونٹ ذبح کرنا ثابت نہیں اور جس روایت میں عقیقہ میں گائے اور اونٹ ذبح کرنے کی مشروعیت ہے وہ موضوع اور من گھڑت روایت ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ فَلْيَعُقَّ مِنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الْغَنَمِ »

''جس کے ہاں لڑکا پیدا ہو وہ (عقیقہ میں) اونٹ، گائے یا بھیڑ بکری ذبح کرے۔''

[طبرانی صغیر : ۲۲۹۔ یہ روایت مسلسل بالضعفاء هے، (موضوع)]

① امام طبرانی کے استاد ابراہیم احمد بن مراوی واسطی ضعیف ہیں۔

② عبد الملک بن معروف خیاط مجہول ہے۔ ③ مسعدہ بن یسع باہلی کذاب ہے۔ ④ حریث بن سائب تمیمی اور حسن بصری کی تدلیس ہے۔

عقیقہ کے جانور کی شرائط:

عقیقہ کے جانور میں وہ شرائط نہیں، جو قربانی کے جانور میں ہیں، لیکن مبنی براحتیاط یہی ہے کہ قربانی کی شراط عقیقہ میں بھی ملحوظ رکھی جائیں، کیونکہ عقیقہ کے جانور کے لیے شاۃ (بکری) اور کبشًا (مینڈھے) کے الفاظ وارد ہوئے ہیں اور لفظ شاۃ کا اطلاق اس بکری پر ہوتا ہے جو بچہ جننے کے قابل ہو، اس طرح کبش کا اطلاق پوری عمر کے جوان مینڈھے پر ہوتا ہے، لہٰذا بکری اور مینڈھے میں پوری عمر کے جوان جانور ذبح کیے جائیں اور وہ جانور نقائص وعیوب سے بھی پاک ہونے چاہییں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کی جانے والی چیز کا نقائص وعیوب سے پاک ہونا افضل ہے۔

عقیقہ کا وقت:

عقیقہ کا مستحب وقت نومولود کی پیدائش کا ساتواں دن ہے، اس سے پہلے عقیقہ مشروع نہیں اور ساتویں دن کے بعد کیا جانے والا عقیقہ قضا ہوگا، ادا نہیں۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَةٍ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَ يُحْلَقُ وَ يُسَمَّى »

''ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے (عقیقہ) ذبح کیا جائے، اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔''

[صحيح بخاري: ٥٤٧٢۔ سنن أبو داوٗد، كتاب الضحايا، باب في العقيقة : ٢٨٣٨۔ : ١٥٢٢۔ سنن نسائي : ٤٢٣٥۔ سنن ابن ماجه : ٢١٦٥]

فقہ الحدیث:

یہ حدیث دلیل ہے کہ عقیقہ کا معین وقت پیدائش کا ساتواں دن ہے اور اگر ساتویں دن سے پہلے عقیقہ کیا جائے تو بے موقع ثابت ہوگا اور ساتویں دن کے بعد عقیقہ کا وقت فوت ہو

جائے گا، (اس کے بعد عقیقہ قضا ہوگا) اور اگر ساتویں دن سے قبل نومولود فوت ہو جائے تو عقیقہ ساقط ہو جائے گا۔ امام مالک رحمہ اللہ اسی موقف کے قائل ہیں۔

[فتح الباری : ۹/۷۳۶۔ نیل الأوطار : ۵/۱۴۱]

یہی موقف راجح ہے، کیونکہ جس روایت میں عقیقہ کے تین دنوں (ساتواں، چودھواں اور اکیسواں) کا بیان ہے۔ وہ روایت ضعیف ہے۔

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« اَلْعَقِيْقَةُ تُذْبَحُ لِسَبْعٍ وَلِأَرْبَعَ عَشَرَةَ وَلِإِحْدَى وَ عِشْرِيْنَ »

''ساتویں، چودھویں اور اکیسویں دن عقیقہ ذبح کیا جائے۔''

[سنن بیهقی : ۹/۳۰۳۔ طبرانی کبیر : ۵۰۳۹۔ طبرانی صغیر : ۷۲۴۔ إسناده ضعیف۔ اسماعیل بن مسلم ضعیف اور قتادہ بن دعامہ کی تدلیس ہے]

جو شخص عقیقہ کرنے کی طاقت نہ رکھے:

جو شخص عقیقہ کی طاقت نہ رکھے، اس کے مالدار رشتہ دار کو چاہیے کہ اس فریضہ کی ادائیگی میں تعاون کریں اور اگر ایک آدمی بھی کسی نادار و مفلس کی طرف سے عقیقہ کا فریضہ انجام دے تو یہ عمل جائز و مباح ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کرنا ثابت ہ، اس کی وضاحت صفحہ ۲۰۵ پر بیان ہوئی ہے۔ پھر اگر نادار و مفلس آدمی سے تعاون کی کوئی راہ نہ نکلے اور وہ خود بھی عقیقہ کا بوجھ برداشت نہ کر سکے تو وہ معذور ہے اور ترک فریضہ پر گناہ گار نہیں ہوگا، دلائل درج ذیل ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾

''اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔'' [البقرة : ۲۸۶]

اور فرمایا:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾

''تم اللہ سے ڈرو جتنی تم میں طاقت ہے۔'' [التغابن : ١٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ))

''جب میں تمھیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب طاقت اس پر عمل کرو۔''

[صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الإقتداء بسنن رسول الله ﷺ : ٧٢٨٨۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر : ١٣٣٧].

ایک غلط رسم کا رواج:

موجودہ معاشرہ میں مذہبی و غیر مذہبی گھرانوں میں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو بیٹے کی ولادت پر بالخصوص اور بیٹی کی پیدائش پر شاذ و نادر عزیز و اقارب اور یار دوست اصرار کرتے ہیں کہ اس خوشی کے موقع پر منہ میٹھا کراؤ، چنانچہ اس پر مسرت موقع پر امیر و غریب سبھی لوگ منوں مٹھائی تقسیم کرتے ہیں اور قرض بھی اٹھانا پڑے تو قرض لینے سے گریز نہیں کرتے، لیکن عقیقہ کی طرف توجہ دلائی جائے تو اکثریت لیت و لعل اور حیلے بہانے سے اس فریضہ کو ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یاد رکھیے! ہزاروں کی مٹھائی تقسیم کرنے سے نہ تو شرعی اعتبار سے اس کا کوئی فائدہ ہوتا ہے اور نہ فریضہ عقیقہ ساقط ہوتا ہے، لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کو عقیقہ کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے اور رشتہ داروں اور یار دوستوں کو اس خوشی میں مدعو کرنا ہے تو عقیقہ کا اہتمام کیا جائے، یوں عقیقہ کا فریضہ بھی ادا ہو جائے گا، تعلق داروں کی دعوت بھی ہو جائے گی اور مٹھائی وغیرہ کی تقسیم سے خرچہ بھی کہیں کم آئے گا۔

(واللہ الموفق)

جس شخص کا عقیقہ نہ ہوا ہو وہ اپنا عقیقہ خود کر سکتا ہے:

جس شخص کی طرف سے عقیقہ نہ کیا گیا ہو، وہ بلوغت کے بعد از خود عقیقہ کر سکتا ہے،

کیونکہ نو مولود ہمیشہ گروی چیز کی طرح ہے، تا وقتیکہ اس کا عقیقہ نہ کیا جائے، لہٰذا بڑی عمر کا شخص بھی عقیقہ کر سکتا ہے۔

البتہ جن روایات سے بڑی عمر کے شخص کے عقیقہ کرنے کے جواز کی دلیل لی جاتی ہے، وہ روایات ضعیف ہیں۔

① سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

« أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ مَا بُعِثَ نَبِيًّا »

''بلا شبہ نبی کریم ﷺ نے نبی مبعوث ہونے کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا۔''

[مسند بزار : ۱۲۳۷۔ مصنف عبد الرزاق : ۷۹۶۰۔ سنن بیهقی : ۹/ ۳۰۰۔ طبرانی أوسط : ۹۹۸، إسناده ضعيف]

مسند بزار، مصنف عبد الرزاق، سنن بیہقی کی سند میں عبد اللہ بن محرر متروک راوی ہے اور طبرانی أوسط میں عبد اللہ بن المثنیٰ ابو المثنیٰ ضعیف راوی ہے۔

② محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« لَوْ أَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يُعَقَّ عَنِّي لَعَقَقْتُ عَنْ نَفْسِي »

''اگر مجھے معلوم ہو کہ میرا عقیقہ نہیں ہوا تو میں خود اپنا عقیقہ کروں۔''

[مصنف ابن أبي شيبة : ۵/ ۵۳۰۔ إسناده ضعيف، حفص بن غیاث کی تدلیس ہے]

عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت کے مسنون کلمات:

عام جانور کو ذبح کرنے کی طرح عقیقہ کے جانور کو ذبح کرتے وقت بھی بسم اللہ یا بسم اللہ واللہ اکبر کہنا مشروع ہے۔ اس کے علاوہ عقیقہ ذبح کرتے وقت آئندہ کلمات کا اہتمام کرنا مسنون نہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں:

« يُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ، قَالَتْ عَائِشَةُ

فَعَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ شَاتَيْنِ شَاتَيْنِ يَوْمَ السَّابِعِ، وَ أَمَرَ أَنْ يُمَاطَ عَنْ رَاسِهِ الْأَذٰى، وَ قَالَ : اذْبَحُوْا عَلٰى اسْمِهِ وَ قُوْلُوْا : بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ هٰذِهِ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ »

''لڑکے کی طرف سے دو ہم مثل بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کی جائے گی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (عقیقہ میں) میں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ساتویں دن دو دو بکریاں ذبح کیں، اور آپ ﷺ نے ان کے سروں سے گندگی دور کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اللہ کے نام پر (عقیقہ) ذبح کرو اور (یہ کلمات) کہو: ''بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ هٰذِهِ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ '' بسم اللہ اللہ اکبر، اے اللہ، یہ تیری طرف سے اور تیرے لیے ہے۔ یہ فلاں شخص کا عقیقہ ہے۔''

[مسند أبو يعلى : ٤٥٢١۔ سنن بيهقي : ٣٠٣/٩، ٣٠٤۔ مصنف عبد الرزاق : ٧٩٦٣۔ إسناده ضعيف ابن جریج کی تدلیس ہے]

کیا عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں توڑنا مکروہ فعل ہے:

عقیقہ کے جانور کا گوشت بناتے وقت اس کی ہڈیاں توڑنا مکروہ فعل نہیں ہے، بلکہ عام ذبیحہ کی طرح اس کی ہڈیاں توڑنا اور گوشت بنانا جائز و مباح ہے۔ لیکن کچھ لوگ آئندہ روایت کو پیش نظر رکھتے ہوئے، عقیقہ کی ہڈیاں توڑنا مکروہ خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گوشت کے پورے پورے اعضا بکھرے کرنا چاہئیں نیز اس میں یہ نیک شگون کارفرما ہے کہ اس عمل سے بچہ سالم الاعضا رہے گا، یہ نظریہ سراسر باطل اور روایت ضعیف ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

« عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ، مُكَافِئَتَانِ، وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ، تُقْطَعُ جُدُوْلًا

وَلَا يُكْسَرُ لَهَا عَظْمٌ ﴾

''لڑکے کی طرف سے دو برابر بکریاں ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے، عقیقہ کا گوشت بناتے وقت، اس کے اعضا کاٹے جائیں اور اس کی ہڈی نہ توڑی جائے۔'' [مستدرك حاكم : ٤/ ٢٣٨ (شاذ)]

اس حدیث میں یہ الفاظ مدرج ہیں، جیسا کہ سنن بیہقی (۹/۳۰۲) اس کی صراحت موجود ہے کہ یہ عطاء بن ابی رباح کا قول ہے، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے دیگر رواۃ زائد الفاظ کا ذکر نہیں کرتے، چنانچہ عبدالملک بن ابی سلیمان صدوق اور کثیر الأوہام راوی ہے، لہٰذا اس کے وہم کی وجہ سے یہ الفاظ مرفوع حدیث میں داخل کر دیے گئے۔

عقیقہ کے گوشت کا مصرف:

ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عقیقہ کا گوشت کھانے، صدقہ کرنے اور ہدیہ کرنے میں قربانی کے مثل ہے، شافعی کا بھی یہی مذہب ہے اور ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں، عقیقہ کرنے والے کو اس کے گوشت میں اختیار ہے، وہ اپنی مرضی سے اس میں تصرف کر سکتا ہے۔
[المغنی مع الشرح الكبير : ١١/ ١٢٤]

لہٰذا عقیقہ کرنے والے کے لیے مستحب طریقہ یہ ہے کہ وہ عقیقہ کا گوشت خود بھی کھائے، عزیز و اقارب کو بھی کھلائے اور فقراء و مساکین پر صدقہ بھی کرے۔

عقیقہ کے سری پائے صدقہ کرنا:

عامۃ الناس میں یہ بات رائج ہے کہ عقیقہ میں چونکہ بچے کے سر کا صدقہ دیا جاتا ہے، اس لیے عقیقہ کے جانور کا بالخصوص سر اور بالعموم پائے خود استعمال نہیں کرنے چاہئیں اور ان چیزوں کو صدقہ کرنا لازم ہے۔ لہٰذا دلی پسند ناپسند کو شریعت میں کتاب و سنت میں داخل کرنے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے، بلکہ سری پاؤں کا حکم عام گوشت کے حکم کی مثل ہے، انھیں خود بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور صدقہ وغیرہ کرنا بھی جائز و مباح ہے۔

عقیقہ کے موقع پر رسم منہدی:

بعض لوگ عقیقہ کی خوشی میں چراغاں کرتے، منہدی کا اہتمام کرتے اور ناچ گانے کی تقریب کا انعقاد کرتے ہیں، یہ عمل سراسر خلاف شریعت اور رب تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے، اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور عقیقہ کے مسنون طریقہ پر عمل کو اختیار کرنا چاہیے۔

فضیلۃ الشیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ کا فتویٰ:

سوال: کیا عقیقہ کے موقع پر منہدی لگانا احادیث سے ثابت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں عبادات و معاملات میں رسول اللہ ﷺ کا اسوہ اپنانے کا پابند بنایا ہے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا، لیکن اس موقع پر آپ کی خواتین اور دیگر صحابیات کے بارے میں کہیں بھی ثابت نہیں کہ انھوں نے منہدی، گانا بجانا، طبلے سارنگیاں وغیرہ جیسی محرکات کا ارتکاب کیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک رسم ہے اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، عقیقہ کا صحیح ثواب تب ملے گا، جب اسے سنتِ رسول کے مطابق کیا جائے، حدیث نبوی ہے:

« مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ »

"جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں تو وہ مردود ہے۔"

[مسلم، کتاب الأقضیة، باب نقض الأحکام الباطلة و رد محدثات الأمور : ۱۷۱۸]

لہٰذا ایسا عمل کبھی بھی اللہ کے ہاں درجہ قبولیت تک نہیں پہنچتا جو شرع کے خلاف ہو اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے بعید ہو۔

[أحکام و مسائل از مبشر احمد ربانی : ۵۲۹]



قربانی اور عقیقہ کے مسائل